مجھے یاد کرنے سے پورے یاد ہی آتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے قرآن و ہی حضرت اقدس نے الدار ہی کے حصہ میں پناہ دی تھی قصہ کوتاہ اس زمانہ میں مہمان خانہ باقاعدہ کوئی نہ تھا۔ آہستہ آہستہ اور بتدریج اللہ کریم رجوع و اقبال خلق کے ساتھ ساتھ اس کی ضروریات کے بھی سامان فرماتے گئے۔ موجودہ تمام مہمانخانہ کی دو کوٹھڑیاں پہلے پہل حضور نے تیار کرائیں۔ اگلا دالان بعد میں بنا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مہمانخانہ میں اتنی وسعت اور ترقی ہو گئی ہے جسے دیکھکر دل باغ باغ ہوتا اور سجدات شکر بجا لاتا ہے۔ نہایت ہی خوبصورت۔ وسیع اور شاندار فرنشڈ کوارٹرز اور کئی کمرے۔ دالانوں اور کھلے صحن کے اضافہ کے علاوہ محلہ دار الانوار میں ایک عظیم الشان نہایت ہی خوبصورت اور بڑے بڑے کمروں پر مشتمل ایک گیسٹ ہوس بھی تیار ہو گیا ہے۔ جس کے ساتھ تمام ضروریات باورچی خانہ غسل خانہ اور بیت الخلا کے علاوہ موٹر گیراج تک ضرورت کو اور ہی ہے۔ اٹھارہ بیس ہزار روپیہ کی لاگت سے یہ عمارات زیر نگرانی و سعی مکرم سید سردار حسین شاہ صاحب اوورسیر پایۂ تکمیل کو پہنچی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان جوں جوں

الدار میں اضافہ و وسعت

ہوئی۔ مہمانخانہ میں ترقی و ایزادی ہوئی۔ توں توں خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہنے والے مخلصین و عقیدت اور محبت و شوق سے ایام جیب اور ہجوم کے حاضرین میں بھی اضافہ ایزادی اور ترقی ہی ہوتی چلی گئی۔ حتی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الدار کی تمام وسعتوں اور فراخیوں کے باوجود اور مہمان خانے اور گیسٹ ہاؤس بھی مہمانوں کے لئے ہمیشہ تنگ ہی نظر آتے ہیں۔ اور ناظر صاحب ضیافت کو مہمانوں کے واسطے مکان اور سامان کرایہ پر لینے کی ضرورت لاحق رہتی ہے۔

خدا کے پیارے مسیح کا لنگر

پہل اول گھر کے اندر ہی جاری ہوا۔ وہیں پکتا اور کھانا تیار ہو کر آتا تھا۔ ترقی ہوتی گئی۔ تو توے کی بجائے لوہے کی کئی کئی تو ویں ملکر چپاتیاں پکانے لگیں۔ سالن وغیرہ مکرم ملک غلام حسین صاحب رہتاسی تیار کر لیتے۔ یہی یا اس کے قریب ہی قریب کا وہ زمانہ ہے جب کہ بعض اوقات سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے دست مبارک سے مہمانوں کے لئے کھانا اور ناشتہ وغیرہ لا کر پیش کیا کرتے۔ بے وقت آنے والوں کے واسطے خاطر تواضع کا سامان مہیا فرماتے۔ ایسا بھی ہوا کہ حضور کے مکان میں کھانا تناول فرماتے ہوئے کسی مہمان کی ضرورت یا آنے کی اطلاع دی گئی۔ تو

اپنے سامنے کا کھانا ہی اُٹھا کر

اُس خوش بخت کے لئے بھیجدیا

کئی سال اسی حال میں گذر گئے۔ سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ لنگر نے بھی ترقی کی۔ گھر کی بجائے باہر لنگر کا انتظام کرنا پڑا۔ روٹی کے لئے تنور کا اور دال سالن کے واسطے دیگچیوں کی بجائے بڑے دیگچوں اور پھر دیگوں کا انتظام ہوا۔ اور ایک سے دوسری۔ دوسری سے تیسری اور تیسری سے چوتھی اور پانچویں جگہ تبدیلی و انتقال کے بعد کئی منازل طے کرتے ہوئے لنگر خانہ موجودہ مقام تک پہنچا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ... کہ ہزاروں مہمانوں کو آسانی کھانا مہیا ... کے مطابق جلسوں کی آمد میں بھی اتنی ترقی ... سال

جلسہ خلافت جوبلی

... اور سامانوں کے

ناکافی ثابت ہوا۔ اور اس مقدس تقریب کے لئے بہت زیادہ وسیع مقام پر لنگر خانہ لے جانا پڑا۔ ناظم صاحب سپلائی جلسہ خلافت جوبلی محترم قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی اے۔ بی ٹی سابق مبلغ لنڈن جنہوں نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ضروریات جلسہ کی فراہمی کا انتظام کیا۔ اُن کی رپورٹ سے ذیل کے چند اعداد و شمار درج کرتا ہوں۔ آج سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کی ترقی کا اندازہ اس سے کیا جا سکے گا۔ کہ لنگر خانہ کی اپنی ملکیت میں

ایک سو سولہ دیگیں

موجود ہیں۔ ناظر صاحب ضیافت کی تحریک پر با قاعدہ روپیہ کی تقریب اور خرید دیگ کی غرض سے آیا پڑا ہے۔ مگر باوجود اس کثرت کے جلسہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے واسطے ساٹھ کے قریب دیگیں کرایہ پر یا بعض دوستوں سے مانگ کر کام پورا ہو سکا۔ اور اس طرح کم و بیش ایک سو اسی دیگیں کوتاہیری کرتے کرتے دال سالن یا چاول کی تیاری میں اور ایک سو پینتیس تنور بیک وقت دن رات روٹی تیار کرنے میں مصروف عمل رہے۔ جن پر سوا دو سو کے قریب نان پز مقرر تھے۔

آنے والے مہمانوں کا اندازہ عموماً خوراک کی پرچیوں سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے علاوہ اس ابراہیمی نسل کے شمار کا اور کوئی طریق کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس جلسہ پر ۲۴ دسمبر ۱۹۳۹ء لغایت ۴ جنوری ۱۹۴۰ء یعنی گیارہ دن میں

چار لاکھ اٹھائیس ہزار چار سو آٹھ

مہمانوں کو اس مقدس لنگر سے خوراک پہنچائی گئی۔ یہ چند موٹی موٹی باتیں لکھکر باقی تفاصیل کو اللہ کریم پر بھروسہ کرتے ہوئے کسی دوسرے وقت کے لئے انتظار کرتا ہوں۔ جب وہ پاک ذات کسی کتاب کے سامان فرما دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

امر واقع یہی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی کہ ان ہر دو اہم ضروری اور مقدس ترین شعبوں کی نہ صرف داغ بیل ہی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے خود اپنے دست مبارک ہی سے ڈالی۔ بلکہ نہایت ہی ناموافق اور مخالف حالات بے سروسامانیوں اور مشکلات اور قحط و گرانیوں میں سے گذرتے ہوئے متواتر پچیس تیس سال تک ایسی کامیابی۔ خندہ پیشانی فراخدلی بلکہ گہرے قلبی شوق اور ذوق سے آخری وقت تک اس

انبیائی خلق یعنی اکرام ضیف

کی بیل کو پروان چڑھایا۔ کہ سوائے خدا کے نبیوں اور رسولوں کے کسی اور کے لئے ممکن ہی نہ تھا۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین اوّل سیدنا نور الدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا۔ تو آپ نے بھی ان کاموں کو جہاں با حسن طریق سنبھالنے کی سعی فرمائی۔ وہاں پہلے کی نسبت ان کو ترقی بھی ہوئی۔ مگر ان ترقیات کا عروج اپنے کمال کو پہنچا۔ تو سیدنا امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دَورِ خلافت میں۔ جن کی قوت عمل۔ دور اندیشی۔ اولو العزمی۔ انتظامی قابلیت اور علم و فضل کے ساتھ نورِ فراست۔ مردم شناسی۔ توکل علی اللہ یقین و عرفان اور تائید ایزدی رفیق حال ہے۔ جنہوں نے جہاں انتہائی مایوس کن حالات میں سے

سفینۂ اسلام و احمدیت

کو سلامت گرداب مشکلات سے نکال کر بام اوج تک پہنچایا۔ وہاں خدا داد ذہانت جوہر شناسی اور خدا داد مسیحا نفسی کی طفیل

آپ نے چمن احمدیت کو کامل ترین ایک مالی کی طرح موزون و مناسب گلہائے گوناگوں سے سجا کر باغ جناں بنا دیا۔ ایک فتح نصیب سپاہ سالار کی طرح جانباز اور تجربہ کار سپاہی موقعہ و محل کی اہمیت کے مدنظر مقرر فرما کر اس حصن حصین کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ اور ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار انجینیر کی طرح

قصرِ احمدیت

کی تعمیر میں مضبوطی خوبصورتی اور شان و شوکت کے ساتھ اس کی آرائش و زینت کے سارے ہی سامان جمع فرما دیئے۔ آپ نے مسلسل کی باگ ڈور تھامتے ہی کمال دانشمندی سے تنظیم عمل کے زرین اصول کو عملی جامہ پہنا کر جہاں مختلف صیغہ جات کا بہترین انتظام فرمایا۔ وہاں مہمان خانہ و انتظام لنگر کے لئے حضور کی نظر انتخاب

حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب

جیسے عالی دماغ منتظم۔ بے ریا و بے لوث۔ خادم خلق۔ حلیم مزاج اور سلیم قلب۔ رحم دلی اور غریب پرور۔ عالم باعمل۔ متحمل بردبار اور محنت کش۔ متقی و پارسا انسان پر پڑی۔ اور خدا کا احسان ہے۔ کہ حضور کا یہ انتخاب ایسا صحیح۔ موزون اور مناسب ثابت ہوا جیسے کسی قیمتی انگشتری میں ہیرے کا نگینہ۔ چنانچہ حضرت میر صاحب جس خوبی و خوش اسلوبی سے خدمات مفوضہ کو بجا لاتے جس محنت اور کوشش سے کام کرتے ہیں۔ یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ مہمان نوازی کوئی آسان کام نہیں۔ خصوصاً لنگر کا کام۔ جہاں ہر درجہ و طبقہ اور ہر مزاج و عادت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ بڑے بڑے امراء اور فیلسوف لوگوں سے بھی۔ متوسط الحال اور غرباء سے بھی۔ سائل اور فقراء سے بھی۔ بیمار اور ضعیفوں سے بھی۔ اور عورتوں اور بچوں سے بھی۔ مگر آپ جس حکمت۔ سادگی اور دانشمندی سے کام کرتے اور ہر قسم۔ ہر خیال اور ہر مزاج کے لوگوں سے تواضع اور شفقت کا سلوک فرماتے ہیں۔ ہر کسی سے یہ ممکن نہیں۔ مہمانخانہ کی توسیع اور دیگوں وغیرہ سامان لنگر کے لئے ہر قسم کی مؤثر اپیلیں اور جس انداز محبت کی ترغیبیں آپ دلا دلا کر لوگوں کو مستحق اجر بناتے ہیں۔

الدال علی الخیر کفاعلہ

ان تمام نیک کاموں میں آپ کو بھی اللہ کریم اجر و ثواب میں برابر کا حصہ دیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ مہمانخانے مکمل ہوئے۔ دیگیں سو اسو کے قریب لنگر کی اپنی بن گئیں۔ ڈائننگ ہال بھی ضرور جلد انشاء اللہ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہنچیگا کام کے مناسب حال آدمیوں کا مل جانا بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ جو ہمارے آقا سیدنا فضل عمر رض کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔ مگر آپ جیسے آقا کی سرپرستی اس سے بھی کہیں بڑھکر انعام ہے۔ جس کی ایک نظر ہی ایسا کیمیا اثر

نالائق کو لائق اور نااہل کو اہل

بنا دیتی ہے۔ جس کی توجہ ہی میں بہت بڑا پاور ہوس پنہاں ہے کہ سورج آن کرتے ہی ظلمت نور میں تبدیل ہو جاتی اور ناقابل بے کار قابل اور کام کے بن جاتے ہیں۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

الفرقان بین المبایعین والمنکرین

کے ذکر میں نے ان مدّات میں کسی قدر تفصیل مناسب سے کام لیا ہے۔ جس کی ایک وجہ خاص تو ہے۔ کہ میرے اپنے ذوق میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لنگر و انتظام

سے پانچ گنا یعنی تیس روپیہ ماہوار۔ اور عملہ میں بڑے چھوٹے سو آدمی کام پر متعین ہیں۔ جو آٹھ نو گھنٹے روزانہ کام کرتے ہیں۔ اور قریباً بارہ سو روپیہ ماہوار ٹیلیفون کو ملا کر عملہ کی تنخواہوں پر خرچ ہے۔ اس سے ڈاک خانہ کی ترقی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کتنے خطوط کتنے پیکٹ۔ اخبار۔ رجسٹریاں بھیجے اور منی آرڈر روزانہ آتے جاتے ہیں۔ ان کا حساب شمار و قطار سے باہر اور بالا ہے۔

تار۔ بجلی اور فون

مجھے اچھی طرح سے یاد ہے۔ کیونکہ مجھے اکثر ان خدمات کی سعادت میسر آیا کرتی تھی۔ کہ تاروں کے آنے اور جانے میں کن مشکلات کا سامنا ہوا کرتا تھا۔ اکثر ایسا ہو جایا کرتا۔ کہ کسی آنے والے مہمان نے آنے کی اطلاع میں تار دیا۔ مہمان پہلے پہنچے۔ اور تار بعد میں ملتا۔ بعض ایسے معاملات جن کا جواب بذریعہ تار مطلوب ہوتا۔ خاص آدمیوں کو اس غرض کے لئے بٹالہ میں جا کر دو دو دن تک رہنا پڑتا تھا۔ اور کئی اہم کاموں بلکہ جانوں کا بھی اس کمی کی وجہ سے (وقت پر دوائی یا طبی امداد نہ پہنچ سکنے کے باعث) نقصان برداشت کرنا پڑا کرتا۔ دوست لیٹ فی اور تار کی اجرت ادا کر کے بھی اس زمانہ میں تار کے فوائد سے اکثر محروم رہ جایا کرتے تھے۔ سیدنا امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم اور ہدایات کے ماتحت کئی سال کی کوششوں کے بعد جا کر محکمہ تار کے افسروں نے اس شرط پر محکمہ کے انتظام کو منظور کیا۔ کہ قریباً

دو ہزار روپیہ نقد بطور ضمانت

پہلے جمع کرایا جائے۔ تاکہ اگر قادیان کا تار گھر نقصان میں رہے تو اس زر ضمانت سے اس کی تلافی کی جا سکے۔ اتنی لمبی کوششوں اور کڑی شرائط کے بعد جا کر اس عہد سعادت مہد میں تار گھر کھل سکا۔ اور تجربہ کے بعد افسروں کو افسوس ہوا۔ کہ کیوں نہ کئی سال پہلے قادیان میں تار گھر کھول کر فائدہ اٹھایا گیا۔ تاروں کا یہ حال ہے۔ کہ ایک عید ہی کے روز میں نے آنے والے تاروں کا نمبر دیکھا تھا۔ جو پچاس سے بھی اوپر تھا۔ جلسہ۔ مشاورت اور دوسری تقاریب پر یہ تعداد اس سے بھی بڑھ جاتی ہوگی۔ اور یہ تاریں نہ صرف ہندوستان ہی سے آتی ہیں۔ بلکہ دنیا کے کناروں اور دور دراز کے تمام ملکوں سے آتی اور اسی طرح جاتی رہتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس

دورِ خلافت ثانیہ

میں قادیان ساری دنیا اور ساری مخلوق کے لئے ایک مرکز بن چکا ہے۔

اس کامیابی کو دیکھ کر اور ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے بجلی والوں کے دل میں تحریک کی۔ وہ بجلی لائے اور اپنی کامیابی پر خوش ہیں۔ کیونکہ خدا کے مسیح کی یہ مقدس بستی خدا کی نعمتوں کی قدر کرنے اور بطور شکر گذاری اُن سے فائدہ اُٹھانے میں بڑے بڑے شہروں سے بھی پیش پیش ہے بجلی کے آنے اور کامیاب ہو جانے پر آخر ٹیلیفون بھی جاری ہو گیا۔ اور اس کا تعلق بھی خدا کے فضل سے تار اور ڈاک کی طرح ساری دنیا اور ساری ہی مخلوق سے ہو گیا۔

کارخانے مشینیں اور فیکٹریاں

تو در کنار۔ کسی مسافر پردیسی کو سیر بھر آٹے کی ضرورت ہوتی۔ تو ملنا محال ہوتا۔ کیونکہ ضروریات زندگی کی خرید و فروخت کے ذرائع ہی مفقود تھے۔ چکی اس زمانہ میں گھروں کی زینت اور زیور شمار ہوا کرتی تھی۔ آدھی رات پیچھے ہر گھر سے گھر گھر کی میٹھی اور سہانی لوری کے ساتھ کچھ گنگنانے اور گانے کی سریلی آوازیں

کتنی شیریں آور بھلی معلوم دیا کرتی تھیں۔ خانہ داری کے دوسرے ۔۔۔۔۔۔ کاموں کے ساتھ تمام گھرانے کی ضرورت کے مطابق آٹے کی سپلائی بھی عورت کے فرائض میں شامل تھی۔" یا تو وہ زمانہ تھا۔ یا آج یہ دن آئے۔ کہ

آٹا پیسنے کی سات مشینیں

قادیان میں چلتی ہیں۔

برف اور سوڈا اور پان وغیرہ خاندانی ضرورت اور مہمانوں کی خدمت کے لئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عموماً لاہور سے منگایا کرتے۔ جس کے لئے محترم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس اکثر انتظام فرمایا کرتے تھے مجھے خوب یاد ہے۔ کہ برف اور سوڈا واٹر کے لئے شیخ صاحب مرحوم نے الگ الگ بکس بنوا رکھے تھے۔ جن میں ای پلومر کا سوڈا اور جنجر کبھی کیسری کا لیمن روز وغیرہ بٹالہ تک بذریعہ ریل اور بٹالہ سے قادیان ریڑھ۔ یکہ یا بہلی۔ رتھ کے ذریعہ آیا کرتے صبح کی چلی ہوئی برف شام کو اور شام کی چلی ہوئی نو دس بجے دن کے قادیان پہنچتی۔ جو بمشکل نصف یا اس سے بھی کم رہ جایا کرتی تھی۔ سوڈا لیمن وغیرہ کی بوتلیں بہت کر ٹوٹ جایا کرتیں۔ کچھ گرمی کی شدت سے تو کچھ ریڑھ یکوں کے دھکوں سے۔

ایک زمانہ میں محترم سید عزیز الرحمٰن صاحب نے بھی برف وغیرہ منگانے کا انتظام کیا تھا۔ مگر نقصان کی برداشت نہ کر سکے۔ ۔۔۔ آخر اس تجارت ۔۔۔ کو ۔۔۔ چھوڑ دیا۔ راقم الحروف ۔۔۔ عبدالرحمٰن قادیانی بھی متواتر ۔۔۔۔۔۔ کئی سال تک لاہور سے ای پلومر کا سوڈا۔ جنجر اور کیسری کا روز لیمن منگا کر عموماً چار آنہ فی بوتل تک فروخت کرتا رہا۔ برف بھی منگائی جاتی رہی۔ مگر اب تو اللہ کریم نے آسانیاں کر دیں۔ ریل کے آ جانے سے ہر قسم کی ضروریات کی فراہمی میں سہولت پیدا ہو گئی ہے۔

ضروری تصحیح

الحکم جوبلی نمبر صفحہ ۳۴ کالم ۲ سطر تیسری "متفق ہو گئے تھے" ۔ پر پہلا پیرا ختم ہو کر دوسرا پیرا یوں شروع ہونا چاہیئے تھا۔ کہ:۔

"حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

کہ ۱۳ مارچ بعد نماز عصر" وغیرہ

یہ سہو کتابت کی وجہ سے جدا نہ ہو سکا۔ اور جلی الفاظ رہ گئے ہیں جس سے ایک روایتی غلطی پیدا ہوتی ہے۔ مہربانی سے درست کر لیا جائے۔ (ایڈیٹر)

اٹھارہ مشینیں چھوٹی بڑی

سوڈا واٹر کی سیزن میں کام کرتی ہیں۔ تیس۔ چالیس بلکہ پچاس پچاس من پختہ روزانہ برف۔ بٹالہ۔ امرتسر اور لاہور و جالندھر وغیرہ سے آتی اور بہت سستے داموں فروخت ہوا کرتی ہے۔ جو کبھی شدت گرما اور قلت جنس کی وجہ سے آٹھ آنہ فی سیر تک بھی ملنی مشکل ہو جایا کرتی تھی۔ کیونکہ مشکلات خرچ اور نقصان زیادہ ہوتا تھا۔ اور بکری کم۔

رام گڑھیا سکھ حملہ آوروں نے وحشت اور درندگی کے جوش میں جہاں عالی شان عمارات و مساجد کو کھنڈروں میں تبدیل کیا۔ کتب مقدسہ اور نہایت قیمتی علمی خزائن کو نذر آتش کیا۔ وہاں نہایت خوبصورت باغات اور ثمردار اشجار کو بھی کاٹ کر تہس نہس کر دیا تھا۔ مگر خدا کے قادر و توانا نے اس دور جدید میں جہاں پہلے کی نسبت بہت زیادہ وسیع۔ فراخ۔ اور شاندار عمارات عطا کیں۔ عالیشان اور بڑی بڑی مساجد

دیگر ان کی آبادی و معموریت کے سامان پیدا کئے۔ کتب مقدسہ کی اتنی کثرت مہیا فرما دی۔ کہ دنیا جہان کو یہیں سے جانے لگیں۔ اور بے نظیر لائبریریاں مرحمت فرمائیں۔ وہاں باغات کے لئے بھی بہت وسیع سامان پیدا کر دیئے۔ اور قبل اس کے کہ نئے باغات پھل لائیں۔ دنیا جہان کے بہترین پھلوں کی فراہمی کے سامان کر دیئے۔ یاتیک من کل فج عمیق وعدہ الٰہی کے مطابق نہ صرف ہندوستان بھر کے دور و نزدیک مقامات سے بہترین اثمار کے بطور تحائف قادیان پہنچانے کی تحریک مخلصین کے دلوں میں پیدا کر دی بلکہ ہندوستان کے علاوہ دور دراز ممالک سے بھی تحائف اور پھل وغیرہ ہمیشہ ٹوکروں کے ٹوکرے آیا کرتے رہے۔ اور اس طرح ہم لوگ الٰہی وعدوں کو نت نئے رنگ میں پورا ہوتے دیکھا کرتے تھے الغرض جو کچھ بھی بعض باریک در باریک مصلحتوں اور حکمتوں کے ماتحت اللہ کریم نے اس خاندان سے لیا۔ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خاندان اور نواب و خلفاء کو مرحمت فرما دیا۔ اور اس طرح آج یہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے بعد جہاں دنیا جہان کی ہدایت و روحانیت کا مرکز بنی اور ہر حصہ دنیا سے لوگ کھچے آنے لگے۔ وہاں

یُجبیٰ الیہ ثمرات کل شیئ

کا منظر بھی ہم لوگوں نے آنکھوں دیکھا۔ دیکھتے ہیں اور انشاء اللہ آنے والی نسلیں اور بھی زیادہ شان میں ان آیات الٰہیہ کا معائنہ کریں گی +

ان کے علاوہ ستار ہوزری فیکٹری۔ گلاس فیکٹری ۔ دار الصناعت۔ سپاٹ ورکس اور تین آرہ مشینیں قادیان میں کامیابی سے چل رہی ہیں۔ اور چھ سات بھٹے اینٹ تیار کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

پریس کی مضبوطی و خوبی

کا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص طور سے خیال ہوا کرتا تھا۔ حضور کی بڑی خواہش یہ ہوا کرتی تھی۔ کہ اچھے سے اچھا کاتب ملے۔ صحیح اور بہترین لکھائی اور خوبصورت چھپائی ہو۔ کتابیں جس طرح اعلیٰ علمی اور روحانی مضامین سے مزین اور ہدایت و نور سے معمور ہوتی ہیں۔ اسی طرح ان کی ظاہری شکل و صورت بھی دیدہ زیب۔ دل کش اور جاذب نظر ہو۔ تاکہ نازک طبائع اسکی ظاہری شکل ہی کی وجہ سے اُن کے فیوض و برکات سے محروم نہ رہ جائیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے حضور نے اپنا ایک

پریس ضیاء الاسلام نام

جاری فرمایا تھا۔ جو خدا کے فضل سے کسی نہ کسی رنگ میں اب تک قائم اور سلامت ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض پریس جاری ہوئے۔ انوار الاسلام پریس۔ بدر پریس۔ الہ بخش الیکٹرک پریس اور فیض اللہ الیکٹرک پریس جن میں کئی کئی مشینیں چھپائی اور طباعت کا کام کرتی ہیں۔ خدا کرے کہ سیدنا حضرت اقدس کا قائم کردہ ضیاء الاسلام پریس بھی افسروں کی توجہات کا مرکز ہو کر

بام اوج و ترقی کو پہنچے

اور حضور پر نور کی خواہش کو صحیح معنوں میں پورا کر سکے۔ اردو بھی چھاپے اور انگریزی بھی۔ ہندی بھی چھاپے اور سندھی بھی۔ الغرض دنیا جہان کی زبانوں میں احمدیہ لٹریچر کی اشاعت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بن کر ضیاء الاسلام کو پھیلانے کا موجب بنے۔ آمین +

کھوئی ہوئی جائیداد کی واپسی

بعض ناموافق حالات کے باعث پیچیدگیوں اور قانونی الجھنوں کے چکر میں پڑ کر حضور پر نور کی بقیہ تھوڑی سی جائداد کا بھی کثیر حصہ نکل کر ایک دوسری شاخ میں چلا گیا تھا۔ باوجود کوشش اور اخراجات کثیرہ کی ذمہ داری کے اس کی واپسی کی کوئی صورت پیدا ہو سکی۔ بلکہ الٹی مخالف سرکار کی گرفت سخت ہوتی گئی۔ قول ربی کل یوم ھو فی شان۔ ناکامیوں اور نامرادیوں کا زمانہ فضل و برکت اور فتح و کشائش سے تبدیل ہو گیا۔ ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے زمانہ سعادت مہد میں آپ ہی آپ کچھ ایسے سامان پیدا ہو گئے۔ کہ وہ ساری کھوئی ہوئی جائداد اپنے اصلی مالکوں کی طرف لوٹ آئی۔ اور حق بحق دار رسید کا معاملہ اپنی پوری شان سے ظاہر ہو گیا۔ نہ صرف یہی بلکہ اب تو خدا کی رحمت کی بارش اور برکات کی کثرت ابر بہار بلکہ نسیم صبا کی طرح کچھ ایسی چلنے لگی ہے۔ کہ آس پاس کے کم و بیش پچاس دیہات میں حقوق ملکیت اس مقدس خاندان کو حاصل ہو چکے ہیں۔ اور قادیان کی کل اراضی کے قریب قریب ... جات اللہ تعالے نے اور عطاء فرما کر ان کی جاہ و حشمت اور دولت و ثروت میں اضافہ فرما کر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے ایک پہلو کی قبولیت کی جھلک دکھا دی۔ اور اس طرح خدائی وعدے ... روحانی رنگ میں دینی ترقیات۔ مقاصد عالیہ اور سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ اصولوں کی فتح کی شکل میں نہایت شان اور عظمت سے پورے ہو رہے ہیں۔ ... دنیوی برکات میں بھی اللہ تعالے کے فضل سے روز افزوں ترقی ہے۔ اور وہ بھی حقیقۃً سلسلہ اور احمدیت ہی کی برتری و ... کی خادم و غلام ہے۔ یہ اور ایسی ہی اور تمام قسم کی ترقیات ... تعالے کے فضل سے اس زمانہ کی فتوحات ہیں۔ جس کو

زمانہ خلافت ثانیہ

... سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کی موجودگی پر بصد ناز اور بے انداز فخر ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور مشیت نے نبوت کو خلافت میں تبدیل فرما کر اپنا رنگ چڑھا دیا۔ اور جوں جوں ہم ترقی میں بڑھتے جائیں گے۔ ایثار و قربانی کے مجاہدات میں ترقی کرتے جائیں گے۔ خدا تعالےٰ بھی اپنے وعدہ کے مطابق ضرور ضرور ... کو بڑھاتے اور ہمیں روحانی جسمانی ترقیات سے متمتع فرماتے ہی جائیں گے۔

دورِ مخالفت و مظالم

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے مہمان اور خادم غلاموں کو نہ صرف حضور کے شرکا ہی ستاتے۔ دکھ دیتے اور اذیت پہنچایا کرتے تھے۔ بلکہ رعیت اور کمین کہلانے والے لوگ بھی اُن کی شہ یا انگیخت پر اتنے دلیر اور سینہ زور ہو رہے تھے۔ کہ کسی قسم کے ظلم و تعدی اور جفا سے اُن کو دریغ نہ تھا۔ غرض خدا تعالےٰ کے اولوالعزم انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح حضور کو بھی اپنے اور بیگانوں۔ مولوی اور مسلمانوں مسلم اور غیر مسلم۔ کیا چھوٹے اور کیا بڑے۔ امیر کیا غریب۔ پیر کیا فقیر اور صوفی کیا شائخ۔ سبھی نے فرداً فرداً بھی اور مل مل کر بھی دکھ دیا۔ اذیت پہنچائی اور ستایا۔ مخالفت کی عداوت و بغض اتنے بڑھے۔ کہ جائز و ناجائز کا بھی امتیاز نہ کیا۔ اور جس طرح خدا کا یہ نبی و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام گذشتہ انبیاء کے صفات و کمالات کا حامل تھا۔ اسی طرح اس زمانہ کے دشمن بھی گذشتہ تمام ہی مکذبین و منکرین کے مظہر اتم اور قائم مقام ثابت ہوئے۔ کوئی طریقہ مخالفت کا۔ کوئی ذریعہ ایذا رسانی کا۔ کوئی حیلہ عداوت کا۔ اور کوئی راہ نقصان رسانی کی انہوں نے باقی نہ چھوڑی۔ یہ سب کچھ ہُوا۔ تا خدا کے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن اخلاق کاملہ کا اظہار ہو۔ جن کا تعلق ایسے مشکلات و مصائب اور مخالفت و آلام کے زمانہ سے ہُوا کرتا ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ زمانہ نہ صرف یہ کہ خود ہی پورے صبر و شکر۔ عزم و استقلال سے بسر فرمایا۔ بلکہ اپنے خدام اور غلاموں کو بھی ہمیشہ تحمل و بردباری۔ اور انکسار و خاکساری کے ساتھ پوری شکر گذاری اور اعلےٰ اخلاق دکھانے کی نصیحت فرمایا کرتے۔

آخر خدا اور خدا کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فتح ہوئی حالات نے پلٹا کھایا۔ مقدمۂ دیوار کی حقیقت کھلی۔ اور

دیوار گرانے کا فیصلہ

اور ڈگری مع خرچہ ہو گئی۔ مگر خلق مسیحائی دیکھئے۔ کہ مدیون کو خرچہ کی ادائیگی کے قابل نہ پا کر لطف فرمایا۔ اور کرم فرماتے ہوئے معاف فرما دیا۔

غریب احمدیوں کے گھروں پر حملہ کر کے چڑھ آنے والے دشمن جب قانونی شکنجہ میں جکڑے گئے۔ تکبر و خودسری کا نشہ اترا تو ہوش آیا۔ نادم و شرمندہ ہوئے۔ اور گلے میں رسی۔ منہ میں گھاس لے کر دربار نبوت میں عفو و درگذر کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے رحم فرمایا۔ اور لا تثریب کا نقشہ پھر دنیا کو دکھا دیا۔

بعض معاند جو ڈھاب سے مٹی کی ٹوکری لینے کے جرم میں اکثر احمدیوں کی ٹوکری کہیاں چھین لے جایا کرتے۔ کھلے کھیتوں میں رفع حاجت کرنے والوں کو غلاظت اٹھانے پہ مجبور کیا کرتے تھے۔

خدا کی طاعونی گرفت

کا شکار ہوئے۔ تو اُن کو سمجھ آئی۔ کہ یہ عذاب الٰہی ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہے۔ تو خدا کے گھر کی پناہ لینے پہ مجبور ہو گئے۔ چنانچہ لالچھا نامی براہمن جو شرارت کی جڑھ اور شریروں کا ایک سرغنہ تھا طاعون میں مبتلا ہونے کے بعد مسجد اقصےٰ کے دروازہ پر پہنچا۔ مسجد کی سیڑھیوں پہ سجدہ کر کے پکارنے لگا۔

"ناتا کرپا کریں بھولا۔ پھر کبھی تیرے مولویوں کو دکھ نہیں دوں گا"

مگر خدا نے آلآن وقد عصیت من قبل فرماتے ہوئے اسے مہلت نہ دی۔ اور اٹھا ہی لیا۔ وہ اخبار شبھ چنتک اور اس کا عملہ جس نے خدا کی مقدس و محبوب ہستیوں کی توہین و تذلیل اور گالی گلوچ کی نجاست بکھیرنا اپنا فرض مقرر کر لیا تھا۔ خدا کو پسند نہ آیا۔ اس نے حضرت اقدس کے دل میں درد پیدا کیا۔ جس کے نتیجہ میں حضور نے

"قادیان کے آریہ اور ہم"

کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ خدا نے اس کے محرکوں کو جیتے جی [illegible] میں اٹھا کر جوابدہی کے لئے اپنے حضور بلا لیا۔ وہ واقعات نہایت ہی عبرتناک ہیں۔ وہ بدزبان میگھو جس کا گھر مسجد اقصےٰ سے متصل اور چھت صحن کے برابر تھی۔ کبھی کوئی نو وارد مہمان بھولے سے لاعلمی میں اسے صحن مسجد کا حصہ سمجھ کر کبھی چھت پر چلا جاتا تو وہ گھنٹوں نہ صرف اس شخص کو ستاتا رہتا۔ بلکہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے سارے خاندان کو نہایت ہی نازیبا الفاظ گندی گالیاں اور بد دعائیں دیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جلسہ کے موقعہ پر جب کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دور و نزدیک کے کئی سو اصحاب کے ساتھ مسجد اقصےٰ میں موجود تھے۔ اس نے اپنی گندی فطرت اور بدزبانی کا ایسا مظاہرہ کیا۔ کہ الامان الحفیظ۔ مگر انجام کیا ہوا؟ اور پھل کیا پایا؟ خدا کی پناہ!

القصہ ایسے عبرتناک واقعات اس کثرت سے تاریخ سلسلہ میں موجود ہیں۔ کہ تفاصیل تو درکنار گنتی ہی ان کی کئی جزو میں سما سکے۔ اور اب تو اللہ تعالے نے ان ظالموں کی ایسی کچھ مٹ پلیٹ دی۔ اور اتنا تغیر پیدا کیا۔ کہ لئے اب وہ لوگ مظالم کی جھوٹی داستانیں گھڑ گھڑ کر پروپیگنڈا کرنے لگے۔ اور اُن کا یہ فعل گویا ایک اقبال اور ثبوت ہے اس بات کا کہ اللہ تعالے نے اس سلسلہ کو غیر معمولی اور خارق عادت ترقیات عطا کیں۔ خدا نے حق میں وہ قوت رکھی ہے۔ کہ کسی نہ کسی رنگ میں منکروں سے بھی اپنی صداقت و برتری کا اقرار کرا لیتا ہے۔ اور اگر ان واقعات کو سلسلہ کی ابتدائی تاریخ و حالات۔ کمزوریوں اور بے سروسامانیوں کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ روکوں۔ مخالفتوں اور مشکلات کے پہاڑوں کا تصور کیا جائے۔ پھر ایسے حالات اور وقتوں کے پہلے سے شائع شدہ

خدائی وعدوں

کو سامنے رکھا جائے۔ تو ایک

زندہ۔ لذیذ اور تازہ ایمان

خدا کی ذات اور صفات پر پیدا ہو جاتا ہے ؎

پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

الغرض اللہ کریم نے اپنے لاانتہا فضلوں اور بے پایاں رحمتوں سے ہر پہلو ہر لحاظ ہر نوع اور ہر رنگ میں اس سلسلہ کو کزرع اخرج شطأہ الخ کے مطابق اس طرح بڑھایا کہ کئی سال ہوئے کہ اس

"تناور درخت"

کی ترقیات کے خیال ہی نے ... زمیندار کی مجاہد کو حیرت زدہ بنا دیا تھا۔ آج تو معلوم اس کا کیا حال ہو۔ کئی طوفان اٹھے۔ کئی آندھیاں اور طوفان بپا ہوئے۔ کہ وہ احمدیت کو مٹا دیں گے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ مگر ہر کسی کو حسرت و یاس اور نامرادی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا ؎

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

خریداران الحکم نوٹ فرمالیں

ہمارا ہمیشہ سے یہ طریق چلا آتا ہے۔ کہ سال کے بعد ایک ہفتہ کی تعطیل کر کے اخبار کا پرچہ ۱۴ جنوری کو شائع کیا کرتے ہیں۔ مگر اس دفعہ ۱۴ تاریخ کی بجائے ۱۴ اور ۲۱ جنوری کا مشترکہ پرچہ شائع کر رہا ہوں۔ بہت سے احباب جو اخبار الحکم کی اس قسم کی غلطیوں کو پکڑنے کے لئے سرگرم رہا کرتے ہیں۔ ان کی تسلی کے لئے لکھ رہا ہوں۔ کہ پہلے حسب معمول ۸ صفحے کا پرچہ شائع کرنے کا خیال تھا۔ مگر جب

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

کا یہ معرکۃ الآراء مضمون آیا۔ جو انشاء اللہ ہر پڑھنے والے کو سیراب کر دے گا۔ تو میں نے اس مضمون کی خاطر یہ پسند کیا۔ کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کی قیمت کو ضائع نہ کروں۔ بلکہ یکجا شائع کر دوں۔ اس لئے دو ہفتے میں بجائے سولہ صفحے کے ۲۰ صفحے کا اخبار اس قیمتی اور تاریخی مضمون کو قارئین کرام کے ہاتھوں تک پہنچانے کے لئے دے رہا ہوں۔ اس لئے احباب نوٹ کر لیں۔ کہ یہ پرچہ دو ہفتوں کا مجموعہ ہے۔ اور ۱۶ صفحے کی بجائے ۲۰ صفحے ہیں۔

(محمود احمد عرفانی)

الحکم خلافت جوبلی نمبر

کی

چند کاپیاں

اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی شکر ہے۔ کہ الحکم جوبلی نمبر کو غیر معمولی طور پر قبولیت حاصل ہوئی۔ اور وہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب اس کی بہت تھوڑی کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ان کی خرید کی طرف توجہ فرمائیں۔ تاکہ یہ مقبول عام نمبر ہر گھر میں پہنچ سکے۔

(محمود احمد عرفانی)

الحکم سال ۱۹۴۰ء

کے پرچے ان کو بھیجے گئے ہیں اور سال ۱۹۳۹ء کے بقائے کے وی پی کر رہا ہوں۔ احباب وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔

راک فیلر کا انسان پرور ارادہ

بہت جلد کرۂ ارض پر ایک مقام بھی باقی نہ رہے گا۔ جہاں راک فیلر فنڈ کو لوگ نہ جانتے ہوں۔ یہ اس لئے کہ اس شاندار ادارے کا مقصد جو جان ڈی راک فیلر جیسے انسان پرور شخص کا بنا کردہ ہے ان موقعوں پر امداد پہنچانا ہے۔ جہاں سائنس اور معاشرتی و تمدنی ترقیاں خطرے میں ہوں یا حفظان صحت کا سوال درپیش ہو۔

اس فنڈ کے بارے میں جو اتنے اعلیٰ مقاصد کے مدنظر کام کر رہا ہے۔ ایک امر واقعہ ہے۔ جو یقینی طور پر بہت مشہور بھی نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ گذشتہ دس سال کے دوران میں اس فنڈ سے ۶ کروڑ ۸۰ لاکھ ڈالر ریاستہائے متحدہ کے باہر مختلف ممالک میں فن طب کی ترقیوں پر صرف ہو چکے ہیں۔ اس تخمینے میں پیپنگ میڈیکل کالج کی تعمیر اور ترتیب کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ گذشتہ چند سال سے اس فنڈ میں ایک نیا شعبہ کھولا گیا ہے۔ کہ اس سے ملیریا کے مٹانے پر کافی رقم خرچ کی جا سکے۔

اس اصول کے مطابق کہ کسی برائی کو اگر دور کرنا ہو۔ تو پہلے اس کی جڑ کاٹ دو۔ ضروری ہے۔ کہ ہم کو اس تباہ کن بیماری (ملیریا) کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والے ایجنٹ "انوفلی" مچھر کی ایک قسم کے متعلق کافی معلومات حاصل ہوں۔ کانفرنس اور سینما کے فلموں وغیرہ کے ذریعے لوگوں کی توجہ "مچھروں" کے خطرے کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ نیز ہم راک فیلر فنڈ کی اس کارگذاری کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جو اس فنڈ نے کونین کی اشاعت میں پیش کی ہے۔ "کونین" وہ دوا ہے۔ جس کے فوائد سے ہر کوئی واقف ہے۔ مجلس بین الاقوام نے ملیریا کے دفعیہ کے لئے کونین کی مناسب خوراک ۱۵ گرین مقرر کی ہے۔ مذکورہ فنڈ نے اس دوا کے استعمال کی ترکیبوں کے ضمن میں بھی بہت نمایاں کام انجام دیئے ہیں۔ اور "دفعیہ شفا سے بہتر ہے" کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ملیریا کے خلاف کونین سے جنگ میں بھی نمایاں حصہ لیا ہے۔ اسی طرح اس فنڈ نے اور جنگوں میں بھی عملی حصہ لیا ہے۔ جن سے مقصود ان بیماریوں کا استیصال تھا۔ جو عالم انسانیت کو پریشان کرتی ہیں۔ ملیریا کمیشن نے ملیریا زدہ مریضوں کے علاج کے لئے ۱۵ سے ۲۰ گرین تک کونین کی خوراک ۵ سے ۷ دن تک روزانہ استعمال کرتے رہنے کی ہدایت کی ہے۔

الحکم کا ایک اور شاندار نمبر

روئیداد جشن جوبلی مصوّر

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ کمزور و ناتوان۔ کس مپرس اور بیمار انسان کو توفیق دی۔ کہ میں الحکم کا جوبلی نمبر شائع کر سکوں۔ نمبر شائع ہوا۔ اور محض اس کے فضل سے اور اس پر یہ انعام ہوا۔ کہ اس نے اپنے لطف و کرم کے ماتحت اسکی قبولیت بھی لوگوں میں رکھ دی۔ اور اس طرح مجھے اپنے کام میں غیر معمولی کامیابی ہوئی اس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتا ہوں۔ الحمد للہ رب العلمین۔

کل کے خطبہ جمعہ میں

کل ۱۲ جنوری کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں جو سبق اپنی جماعت کو دیا۔ وہ یہی تھا۔ کہ جب مومن ایک دفعہ الحمد للہ کہتا ہے۔ تو جہاں وہ ایک کام کے ختم ہونے پر خدا کی حمد کرتا ہے۔ وہاں ایک دوسرے کام کا آغاز بھی کرتا ہے۔ کیونکہ اسکی مثال اس زمیندار کی ہوتی ہے۔ جو ایک بوئی فصل کاٹتا ہے۔ تو اسکے ساتھ ہی دوسری فصل کی تیاری بھی کرتا ہے۔ تو گویا مومن کا قدم آگے ہی آگے اٹھتا اور بڑھتا ہے۔ اس خطبہ کو سنکر میں نے اس وعدہ سے خیال کو جو میرے دماغ میں پڑا ہوا تھا۔ کہ اس شاندار جوبلی کی روئیداد مصوّر کا ایک نمبر شائع کر دوں۔ میں نے راسخ کر لیا۔ اور جہاں میں نے اپنی پہلی کامیابی پر خدا کی حمد کی۔ وہاں دوسری مہم کا میں نے الحمد للہ رب العالمین پڑھتے ہوئے آغاز کر دیا۔ یہ جوبلی جو ایک لحاظ سے پچاس سال کے بعد اور دوسرے لحاظ سے ۲۵ سال کے بعد آئی۔ اور جس میں ساری جماعت نے والہانہ طریق پر حصہ لیا۔ اس جوبلی کی کارروائی کو ایسے طریق پر محفوظ کر دینا چاہیئے۔ کہ آئندہ نسلیں بھی اسے دیکھکر مسرّت حاصل کریں۔ نہ صرف مسرّت ہی حاصل کریں۔ بلکہ جس اسلامی سادگی اور خالص روحانی فضا میں ڈوبی ہوئی یہ جوبلی ہوئی۔ وہ آنیوالی جوبلیوں کیلئے اسوہ بن سکے۔ اور اس طرح وہ ہزارہا بندگان خدا جو اس تقریب میں شامل ہوئے۔ وہ اس مصوّر روئیداد کو دیکھکر اپنی یاد کو تازہ اور اپنی مسرّت کی تجدید کر سکیں۔ اور اسے دیکھکر اپنی نئی مہم کا آغاز کر سکیں جو پہلے سے بڑھکر ایثار اور قربانیوں اور مجاہدات کو لئے ہوئے ہوگی۔ اسلئے میں نے نہایت ضروری جانا۔ کہ روئیداد جوبلی نمبر شائع کروں۔

روئیداد جشن جوبلی نمبر

اس نمبر کے متعلق قبل از وقت کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں۔ کہ اسے بہتر سے بہتر اور مفید سے مفید اور خوبصورت سے خوبصورت بنایا جائے۔ تاکہ وہ ایک قابل قدر تحفہ بن سکے۔ اس نمبر میں

چالیس سے زیادہ فوٹو بلاک ہونگے

اس سے یہ خیال نہ کر لیا جائے۔ کہ گذشتہ مطبوعہ فوٹو بلاک دیکر شاید تعداد پوری کر دیجائیگی۔ میں جن بلاکوں کا یہاں ذکر کر رہا ہوں وہ سب کے سب جشن جوبلی پر لئے ہوئے جدید فوٹو ہیں۔ جن کی بہت بڑی تعداد مہتہ عبد الرزاق صاحب ہماری جماعت کے مشہور فوٹو گرافر کے ہاتھ کے لئے ہوئے ہیں۔ ایک ایک فوٹو دیکھکر انسان خوشی اور مسرّت سے اچھل پڑتا ہے۔ انکی تفصیل آئندہ کسی اشاعت میں دے سکوں گا۔ تاہم اس قدر اعلان میں نہایت انشراح صدر سے کرتا ہوں۔ کہ یہ چیز اپنی خوبیوں کے لحاظ سے تاریخی اور قابل قدر ہوگی۔ اور اسکی تیاری اور طباعت پر کئی سو روپیہ خرچ آئیگا۔ اور بار بار یہ چھپوایا بھی نہ جائیگا۔ اس لئے احباب ابھی سے جس قدر نمبر محفوظ کرانا چاہیں۔ بذریعہ خط محفوظ کرا لیں۔ تاکہ بعد میں اس سے محروم نہ رہنا پڑے۔ والسلام۔

محمود احمد عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان